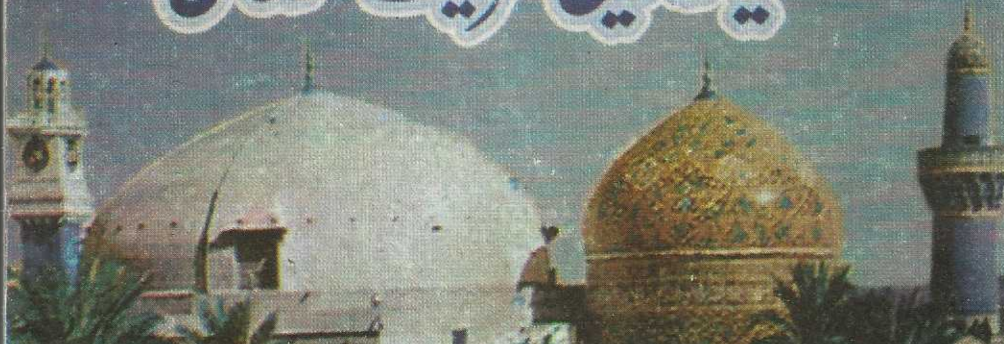
نبوی مینہ علوی فصل بتولی گلشن
حسنی پھول حسینی ہے مہکنا تیرا

گیارہویں شریف کے دلائل



حضرت علامہ مولانا مفتی ابوصالح
محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر
مجلس شوریٰ جامعہ ریاض المدینہ ہارون ٹاؤن
دہنگے محلے روڈ بہاولپور 0300 9684391

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

گیارہویں شریف کے دلائل

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام: صاحبزادہ محمد ریاض احمد اویسی

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ

جامع مسجد سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	گیارہویں شریف کے دلائل
مصنف	فیض ملت، محدث وقت، آفتاب اہلسنت
	حضرت علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ
ناشر	صاحبزادہ محمد ریاض احمد اویسی
باہتمام	محمد کوکب اویسی۔ محمد قرۃ العین اویسی
ہدیہ	20 روپے
تقسیم کار	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان
	فون: 881371 موبائل: 0300-868 0645

دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ۔ بہاول پور میں زیر تعلیم طلباء مہمانان رسول ﷺ کے تعاون کی چند صورتیں

اپیل

☆ ایک وقت کے لنگر کا اہتمام فرمادیں۔
☆ ایک مدرس کی ماہانہ تنخواہ اپنے ذمے لیں۔
☆ ایک مستحق طالب علم کی کفالت اپنے ذمے لیں۔
☆ ایک کلاس کی درسی کتب فراہم کریں۔
☆ طالبات کیلئے علیحدہ تعلیمی ہال، کمرہ جات کی تعمیر کرادیں۔
☆ زکوٰۃ، صدقات، گندم، آٹا، چاول، دالیں اور چرمہائے قربانی کے عطیات دے کر تعاون فرمائیں۔ جامعہ کا اکاؤنٹ نمبر 2-1328 مسلم کمرشل بنک عیدگاہ برانچ بہاولپور ہے۔
☆ جامع مسجد سیرانی کی جدید نقشہ کے مطابق تعمیر میں اینٹیں، سیمنٹ، سریا، بجری کی صورت میں تعاون کریں۔ مسجد کا اکاؤنٹ نمبر 1503 مسلم کمرشل بنک عیدگاہ برانچ بہاولپور ہے۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد!

فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ۔سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جوابات میں رسالہ ''التحقیق الاتم فی عرس غوثِ اعظم'' (عرف دلائل گیارھویں شریف لکھ کر ہدیہ ،ناظرین کرتا ہے۔

تمہید:

ہم اہلسنت کو حضور ،شہنشاہ ولایت غوث الثقلین سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے خصوصی نسبت وعقیدت ہے اسی وجہ سے جس تاریخ کو آپ کا وصال ہوا اسی تاریخ کو ہم گیارہویں شریف سے موسوم کر کے خیرات کا اہتمام کرتے ہیں اس دن فقراء اور مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے ایصال ثواب کے طور پر دودھ تقسیم کرتے ہیں۔محفلیں منعقد کی جاتی ہیں اور شمع غوثیت کے پروانے تاجدار جیلان کی بارگاہ قدس میں نذر عقیدت پیش کرتے ہیں اس سلسلہ کو اتنی وسعت ہوئی کہ اسلامی حلقوں میں گیارہویں شریف کے نام سے یہ طریقہ مشہور ہوا ہے اس کے اثبات میں دلائل قرآن واحادیث کی روشنی میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

؎ شاید کہ اُتر جائے کسی کے دل میں میری بات

مقدمہ

(۱) اس مسئلہ میں دورِ سابق میں کسی فرقے سے اختلاف منقول نہیں وہابی ،نجدی تحریک سے ہمارے ہندوپاکستان میں جب سے غیر مقلدین (وہابی) اور ان کے باقی رشتے دار، دیوبندی ،احراری ،تبلیغی ،کانگریسی ،مودودی ،غلام خانی ،نیچری وغیرہ وغیرہ جب سے پیدا ہوئے۔ جہاں دوسرے مسائل میں اختلاف کیا۔مسئلہ گیارہویں میں نہ صرف اختلاف کیا بلکہ بہت سے بد دماغ گیارہویں کا نام سن کر چڑتے ہیں۔اور بہت سے بدبخت گیارہویں کے ختم کو معاذ اللہ حرام اور خنزیر وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۲) گیارہویں شریف میں مندرجہ ذیل امور ہوتے ہیں (۱) شیرینی یا دودھ یا بکرا وغیرہ کا گوشت پکا کر فقراء ،اوراحباء واعزہ واقارب کے اجتماع میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے سلسلہ کے اولیاء وعوام کی ارواح کو ثواب بخش دیا جاتا ہے۔فرداً فرداً مخالفین ہر مسئلہ پر ہمارے ساتھ متفق نہیں صرف انہیں چند باتوں سے ضد ہے جنہیں تفصیل سے بعد میں عرض کیا جائے گا۔

(۳) جہاں جہاں اسلام پھیلا وہاں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام لیوا بھی پہنچے اب جہاں آپ کو مسلمان ملے گا وہاں گیارہویں والے پیر کا مرید بھی ملے گا ،اور بفضلہ تعالیٰ اسلاف میں ایسے اکابر گیارہویں شریف کے پابند ملیں گے جن کے مخالفین صرف اسماء گرامی سن کر سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ چند ایک حضرات کے اسماء مع ان کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۴) امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب قرۃ الناظرہ کے صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں:

''ذکر یازدہم حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ بود ارشاد شد اصل یازدہم ایں بود کہ حضرت غوثِ صمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ بہ چہلم نبی کریم ﷺ کردہ بودند آں نیاز آنچناں مقبول ﷺ مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوثِ پاک بہ تقلید

دے یازدہم می کردند آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت شاں دوازدہم می کنند و تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی ہفت دہم ربیع الثانی بود''۔

ترجمہ: ''حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کا ذکر تھا۔ ارشاد ہوا کہ گیارہویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوثِ صمدانی رضی اللہ عنہ حضور سراپا نور ﷺ کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ زاں بعد آپ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ہی نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا ختم شریف اور نیاز دلانے لگے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز حضور غوثِ پاک کی گیارہویں شریف مشہور ہوگئی۔ آج کل لوگ آپ کا عرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں حالانکہ آپ کی تاریخ وصال سترہ ربیع الآخر ہے''۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف اصل میں حضور ﷺ کا عرس مبارک ہے جو غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوگیا ہم عرس کی بحث علیحدہ عرض کریں گے۔

(۵) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (یہ وہی شیخ عبدالحق قدس سرہٗ ہیں جن کی خود حضور علیہ السلام نے دستار بندی کر کے شیخ الحدیث بنا کر بھیجا، آپ کے فیض سے اقلیم ہند کے علماء کہلوانے والے بریلوی، دیوبندی، غیر مقلدین بہرہ ور ہوئے یہ وہی شیخ ہیں جن کو حضور علیہ السلام کی ہر وقت زیارت ہو جاتی تھی اسی لئے انہیں حضوری ولی کہا جاتا ہے خود اشرف علی تھانوی نے مانا ہے، دیکھو الافاضات الیومیہ) اپنی کتاب ''ماثبت بالسنۃ صفحہ ۶۸ میں فرماتے ہیں: قد اشتهر فی دیارنا هذا الیوم الحادی عشر وهو المتعارف عند مشائخنا من اهل الهند من

اولاده.

ہمارے ملک میں گیارہویں شریف کا دن مشہور ہے۔ اور یہی ہمارے مشائخ جو پیران پیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں کے نزدیک متعارف ہے۔ اسی طرح پیر و مرشد سیدنا سید بہی رضی الوصی ابوالمحاسن نے سیدنا شیخ کامل عارف معظم مکرم ابوالفتح شیخ حامد حسنی جیلانی اور اد قادریہ سے نقل کیا شیخ محقق قدس سرہ نے اسی مقام پر آپ گیارہویں شریف کو حضورِ غوثِ پاک کا عرس قرار دیا ہے اور آپ کی تاریخ وصال بھی گیارہ ربیع الاخر ہی لکھی ہے (ماثبت بالسنہ صفحہ ۱۲۷) میں تحریر فرمایا کہ

هو الذی ادرکنا علیه سیدنا الشیخ الامام العارف الکامل الشیخ عبدالوهاب القادری المتقی فانه قدس سره کان یحافظ فی یوم عربیه هذا لتاریخ او علی ما رآی من شیخه الشیخ الکبیر علی المتقی او من غیره من المشائخ رحهم الله۔ یعنی یہ وہ تاریخ ہے کہ جس پر ہم نے شیخ کامل عارف عبدالوہاب قادری رحمۃ اللہ علیہ کو پایا ہے یہ حضرت ہمیشہ اسی تاریخ کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف کیا کرتے تھے۔ یا اس سبب سے کہ اپنے پیر و مرشد شیخ الکبیر علی متقی یا اور کسی بزرگ کو دیکھا ہے۔ یہی شیخ محقق برحق فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ امان پانی پتی علیہ الرحمۃ جو کہ اولیائے کرام میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ ربیع الثانی کی دس تاریخ کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرتے تھے (اخبار الاخیار) حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ (یہ وہ ملا جیون قدس سرہٗ ہیں جنہوں نے نور الانوار لکھی ہے بلکہ یہ اور عالم دین ہیں جو داجل میں رہتے تھے ہمارے بعض معاصرین کو غلط فہمی ہوئی ہے) کے صاحبزادے حضرت ملا محمد علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''وجیز الصراط'' میں فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین

نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ میں مقرر فرما دیا ہے۔

گیارھویں کی سند: سیدنا مرشدنا و مرشد شاہ عبدالحق حضرت موسیٰ پاک شہید قدس سرہ نے تیسیر الشاغلین صفحہ ۱۰۰ میں لکھا کہ۔ شیخی و مولائی و سیدی و سندی و جدی حضرت قطب عالم شیخ عبدالقادر ثانی کہ در زمان خود ثانی نداشت فرزند صوری و معنوی و ہم سجادہ نشین و قائم مقام شیخ محمد قادری است در کتاب اوراد قادریہ خود بخط شریف نوشتہ و درانجا نص کردہ کہ فوت غوث اعظم یازدہ شہر ربیع الثانی است و بس و بے شیخی و مرشدی و ابی سید حامد کہ ہم سجادہ نشین و قائم مقام و ہم خلیفہ مطلق کامل مکمل جد خود حضرت شیخ عبدالقادر ثانی بود و درانجا کہ مشہور ایام عرائس مشائخ سلسلہ قادریہ را بخط خود نوشتہ است۔ عرس حضرت غوث اعظم تاریخ یازدہم ربیع الثانی است پھر لکھا ہے کہ

دیگر در بلاد عرب و عجم سندھ و ہند تاریخ یازدہم شہر ربیع الثانی عرس حضرت غوث اعظم می کنند و دریں روز اطعمہ۔ مجالس و انواع خیرات تبرعات می نمایند و اجماع و انعقاد عرب و عجم بریں تاریخ منعقد شدہ (غوث اعظم برخوردار صفحہ ۲۷۳)

(فائدہ) ان عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ مشائخ سلسلہ قادریہ وغیرہ ہر دور میں گیارہویں شریف کرتے رہے اور وہ مشائخ ان فتویٰ باز مولویوں سے علم و عمل اور تقویٰ و طہارت میں کروڑ ہا درجہ نہ صرف بہتر تھے بلکہ آج کل ان فتویٰ بازوں کو ان کے ایک معمولی خادم سے نسبت دینا بھی ان مشائخ کے شان کے خلاف ہے۔

وجہ تسمیہ گیارھویں: اس سے ایک طرف دلائل سے واضح ہوا کہ قدیم الایام سے اولیاء اللہ اور مشائخ فقہاء و محدثین و مفسرین گیارہویں شریف کرتے چلے آرہے ہیں۔ دوسری طرف اس کا گیارہویں شریف کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوئی۔ اس سے وہابیہ، دیوبندیہ کا وہم دور ہونا چاہئے جب کہ کہا کرتے ہیں

کہ اسے گیارہویں شریف کیوں کہا جاتا ہے۔ اس کا ہم یہی جواب دینگے کہ۔

(۱) چونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال پاک کی یہی تاریخ ہے اسی لئے اس کے یوم وصال کو لفظی مناسبت سے گیارہویں کے نام سے موسوم کیا۔

(۲) اسی تاریخ کو اولیاء کرام و فقہاء و محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک نہایت عقیدت اور بڑے اہتمام سے کرتے چلے آئے ہیں۔ اسی شہرت کی بناء پر اسے گیارہویں سے موسوم کیا گیا۔

(۳) اس کی اور وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ پیر پیران میر میران سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر گیارہویں تاریخ کو حضور سید الانبیاء علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا عرس مبارک کیا کرتے تھے اسی لئے غوث الاعظم کے شیدائی بتقلید و اطاعت آنجناب گیارہویں کرتے ہیں۔ چونکہ یہ انتساب بہ عالی جناب تھا اسی لئے یہ گیارہویں پیر پیران اور خود پیر صاحب گیارہویں والے مشہور ہوئے (انوار الرحمٰن)

(۴) بعض کہتے ہیں کہ جس کی بارات کو سیدنا غوث اعظم نے دریا سے نکالا تھا۔ اس نے حضور غوث اعظم سے عقیدت کی بناء پر خیرات، صدقات بروح غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وافر در وافر کئے اسی لئے اس نام سے گیارہویں مشہور ہے۔

(۵) بعض کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین ملازمین کو دسویں کو تنخواہیں ملتی تھیں وہ سب کے سب اسی تاریخ کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایصال ثواب بہت زیادہ کرتے تھے۔ اسی بناء پر اسے گیارہویں کہا گیا۔

خلاصہ: اگرچہ گیارہویں شریف کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال آئے ہیں لیکن میرے نزدیک دو قول زیادہ معتبر اور قرین قیاس ہیں۔ (۱) حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے عرس مبارک پر مداومت کر رکھی تھی ان کی مداومت پر وہ تا دم زیست پھر بعد وصال تا قیامت ان کے عرس کو گیارہویں اور ان کے

اسم گرامی کو گیارہویں والے کہا جانے لگا اور ان شاء اللہ تعالیٰ کہا جائے گا۔ (۲) چونکہ آپ کا وصال گیارہ تاریخ کو ہوا۔ آپ کے وصال شریف کی نسبت سے آپ کے عرس مبارک کا نام گیارہویں شریف پڑ گیا۔

(سوال) تم نے کہا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال گیارہ ربیع الثانی کو ہوا۔ حالانکہ بحرالسرائر و ماثبت بالسنۃ و دیگر کتب میں ہے کہ ۱۷ ربیع الثانی سے ۱۸ ربیع الثانی تک روایات ملتی ہیں۔ کسی نے ۹ کسی نے ۱۱ کسی نے ۱۳ کسی نے ۱۷ کسی نے ۱۸ ذکر کیا ہے۔

جواب: یہ تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اختلاف ہے۔ یار لوگوں نے حضور سرورِ عالم تاجدارِ رسل ﷺ کے وصال شریف میں بھی اختلاف کیا ہے کسی نے ۹ بتائی تو کوئی ۱۸ ربیع الاول کہتے ہیں۔ لیکن محدثین نے اسی قول کو لیا ہے جو معتبر ترین ہے یعنی بارہ ربیع الاول ہے اسی طرح غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جمہور کا قول گیارہ تاریخ کا ہے باقی اقوال کے لئے لا اصل لہ فرمایا چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے ماثبت بالسنۃ میں گیارہ تاریخ کو متعین کر کے ۱۷ ربیع الثانی کے قول کے لئے لکھا ''لا اصل لہ'' اور خاندانِ غوثیہ کے محقق ترین قول کو ہم نے پہلے لکھا ہے کہ وہ گیارہ تاریخ پہ اجماع اولیاء لکھا۔ اور متعدد روایات میں یہی ثابت ہے چنانچہ شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ ماثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال گیارہ ربیع الثانی کو ہوا۔ اس کا حوالہ ہم پہلے لکھ آئے یہی شاہ صاحب قدس سرہ (اخبار الاخیار صفحہ ۲۴۲) میں لکھتے ہیں کہ

یازدہم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردر بیع الآخر کی گیارہ کو عرس کیا کرتے تھے

اور تفریح الخاطر صفحہ ۱۳۹ میں لکھا ہے کہ

وفی لیلۃ الاثنین بعد صلوۃ العشاء بعدی عشرۃ من ربیع الثانی سنتہ خمسماۃ واحد وستین ۔ حضور غوث اعظم کا وصال سوموار کی شب کو عشاء کے بعد ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو ہوا۔

غوثِ وقت حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مانا کہ گیارہویں تاریخ ضعیف بھی ہو تو بقاعدہ اصول کہ روایت ضعیف بہ سبب کثرت عمل قوی ومفتی بہ می شود۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ روایت ضعیف کثرتِ عمل سے قوی اور مفتی بہ بن جاتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ بقواعد اصول مقرر است کہ روایت ضعیف از سبب کثرت عمل قوی ومفتی بہ میشود خلاف از وجائز نہ (تیسر الشاغلین صفحہ ۱۰۰ اور غوث اعظم صفحہ ۲۷۳)

قاعدہ اصول مُسلّم ہے کہ روایت ضعیف جب قوی اور مفتی بہ ہو جائے تو اسے رد کرنا یا اس کے خلاف کرنا ناجائز ہے۔

تحقیقی قول: چونکہ ۱۷ تاریخ لکھنے والے بھی بڑے بڑے نامی گرامی علماء اور محقق تاریخ دان تھے اسی لئے اس کی توجیہ ضروری ہے اسی لئے ''مسٹر طامس ولیم میل'' صاحب بہادر نے بھی مفتاح التواریخ میں گیارہ تاریخ کو قبول کر کے آخر میں لکھا کہ سہو کاتب کی وجہ سے یہ غلطی ہوتی رہی کہ اس نے یازدہم کو ہفتدہم لکھ دیا ورنہ تحقیق وہی ہے کہ غوث اعظم کے وصال کی تاریخ گیارہ تھی بہر حال سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی نسبت سے گیارہویں شریف کے نام مشہور ہوئی ورنہ دراصل یہ وہی ایصال ثواب ہے۔ جسکا اقرار نہ صرف دیوبندیوں کو بلکہ غیر مقلدوں، وہابیوں اور نجدیوں کو بھی ہے۔

لیکن چونکہ مخالفین کا طریقہ ہے کہ جس مسئلہ سے ضد اور عناد ہو تو اس کے خلاف بجائے صریح انکار کرنے کے طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں۔

قاعدہ : نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا۔ظاہر ہے کہ ہم گیارہویں شریف کو اصلی اورحقیقی ایصال ثواب کی صورت مانتے ہیں صرف بوجہ نسبت کے نام علیحدہ رکھ دیا ہے ہزاروں عبادات ہیں جنہیں معمولی نسبت سے علیحدہ نام دیا جاتا ہے۔

(۱) تسبیح فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو کون نہیں جانتا وہ ایک عبادت ہے لیکن اسے چونکہ بی بی صاحبہ سے نسبت ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہوتی ہے۔(۲) صلوٰۃ التسبیح اگر چہ وہ ایک نماز ہے لیکن چونکہ اس میں تسبیح بار بار پڑھی جاتی ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہے۔

مقام عبرت: چونکہ شرعی اصول کے مطابق ''گیارہویں شریف'' ایک مقدس عمل اور متبرک فعل ہے جس سے ہزاروں بلکہ بیشمار فیوض و برکات نصیب ہوتے ہیں۔لیکن انہیں جو اس طریقہ کار سے حقیقی طور نسبت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندو پاکستان کے علاوہ ممالکِ اسلامیہ کے ہر خطہ میں ۱۱ ربیع الثانی عرس شریف اور ہر ماہ کی گیارہ بلکہ ہر روز اہلِ اسلام انواع واقسام کے طعام وفواکہ حاضرین علماء واہلِ تصوف فقراء اور درویشوں کو پیش کرتے۔وعظ اور نعتیہ نظمیں بھی بیان ہوتی ہیں۔خوش بختوں کی گیارہویں شریف کی محفلوں میں اولیائے کاملین کی ارواح طیبہ تشریف لاتی ہیں۔چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مکتوبات مرزا مظہر جانِ جاناں سے ایک مکتوب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

میں نے خواب میں ایک چبوترہ دیکھا۔جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزانو اور حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔استغنا، ماسوا اللہ اور کیفیاتِ فنا آپس میں جلوہ نما ہیں یہ سب کھڑے ہو گئے پھر بعد کو چل پڑے۔میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ معاملہ ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المؤمنین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے استقبال کے لئے جارہے ہیں۔آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں۔حضرت علی نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت وعظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔پھر ایک حجرہ ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی۔یہ تمام کمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ایک شخص نے کہا: ''اِمروز عُرس حضرت غوث الثقلین است بتقریب عرس بردند'' یعنی آج غوثِ اعظم کا عرس تھا یہ حضرات اسی میں تشریف لے گئے تھے (کلمات طیبات شاہ ولی اللہ صفحہ ۷۸)

فائدہ : بحمدہٖ تعالیٰ یہ کیفیت اکثر بزرگوں کے اعراس میں ہوتی ہے۔اسی وجہ سے ہم اور ہمارے عوام گہری دلچسپی اور عقیدتمندی کے ساتھ اعراس کی حاضری دیتے ہیں۔لیکن شوم بخت اپنے گندے دماغ کا ثبوت دیتے ہوئے گیارہویں شریف پر گندے اور غلیظ حملے کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ غیر مقلدین کے لئے بالعموم اور دیوبندیوں کے لئے بالخصوص دعوتِ غور وفکر ہے غیر مقلدین تو اس لئے کہ یہ لوگ شاہ ولی اللہ کی علمی شخصیت کے پورے طور پر معترف ہیں اور اس واقعہ کو نقل کرنے والے شاہ ولی اللہ ہیں اور دیوبندی اس لئے کہ وہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کی عظیم المرتبت شخصیت کے نہ صرف مداح ہیں بلکہ انہیں بظاہر اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں کیا یہ واقعہ واقعی طور پر ان لوگوں کے لئے موجب غور وفکر نہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر بغور اس عبارت کو پڑھا جائے تو ہمارے اور ان کے مابین کوئی ایک چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی باعثِ نزاع نہیں رہ سکتا۔لیکن ہم نہایت فخر کے طور کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ آج بزرگوں کے اعراس بالخصوص حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پاک میں صحابہ کرام اور

اولیاء عظام کی شرکت ہوتی ہے خواہ ان کے مزارات پر ہوں یا جہاں پر مواقع میسر آئیں۔

فائدہ: اعراس اولیائے کرام بالخصوص حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک پاک میں شمولیت کرنے والوں کی سربراہی شیر خدا مشکل کشا، حیدر کرار سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم، سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر فرماتے ہیں ممکن ہے اس طرح اور مقدس ارواح بھی تشریف لاتی ہوں۔

خوش قسمت سنّی: دور حاضرہ میں خوش قسمت ہے وہ گھرانہ جہاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اور بزرگ کامل کی یاد میں خیرات و صدقات کے ساتھ ایسی محفلیں و مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے ان بدقسمتوں پر جو ایسی مقدس و متبرک محلسوں کا نہ صرف مذاق اڑاتے ہیں بلکہ اسے شرک جیسی غلیظ اور گندی گالی سے یاد کرتے ہیں۔

دنیائے عالم میں ہزاروں بلکہ بیشمار ایسے واقعات ہو رہے ہیں کہ یہی شرارتی ٹولہ ایک طرف ایسی پاک اور مقدس محفل اور ایسے محبوب اور مرغوب غذا کو خنزیر اور دیگر خرافات بکتے ہیں لیکن ہاضمہ ایسا کہ جب شروع ہو جائیں تو ''ہل من مزید پکارتے ہیں'' اور کھائیں تو سیر نہیں ہوتے پالتی لگا کر بیٹھیں گے تو لقمہ بر لقمہ اٹھاتے ہوئے دم تک نہ لیں گے پھر عادت سے مجبور ہیں پوچھنے پر فتویٰ جڑ دیں گے کہ گیارہویں حرام وغیرہ وغیرہ۔

مکالمہ شوخ چشم وھابی اور حاضر جواب سُنّی

ہمارے ایک بزرگ دوست نے ایسے حرام خور مفتیوں اور شوخ چشم وہابیوں کا ایک

منظوم مکالمہ لکھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

(نظم)

بندہ مسلماں ایک تھا — اس کا عقیدہ نیک تھا
تھا غوث اعظم پر اسکا یقیں — اس نے پکائی گیارہویں
وہ سادگی سے بے خبر — لے آیا ایک ملّاں کو گھر
ملّاں تھا سُنی ظاہرا — پکا وہابی باطنا
کھانے کو سنکر آ گیا — سب اس کے چاول کھا گیا۔
کھا کے یوں بکنے لگا — یہ شرک توں نے کیوں کیا
سُنّی بھی اس کو کہنے لگا — میرا جواب بھی سنتا جا
آج میں سمجھوں گا یوں — دل کو تسلی دوں گا یوں
ناغہ میرا اس پل سہی — پھر گیارہویں کل سہی
چاول جوتوں نے کھا لئے — بے شک وہ ضائع ہو گئے
کتا میرے گھر آ گیا — سب میرے چاول کھا گیا

ہوشیار سُنیو! ہوشیار:

آپ حضرات نہایت سادہ دل واقع ہوئے ہیں اگر چہ آپ کو اپنے عمل کا ثواب مل ہی جائیگا لیکن فائدہ کیا کہ ایک عیار مکار آپ کا مال کھائے بلکہ چاہئیے کہ جیسے رزق طیب ہے! کھانے والا بھی طیب ہو کیونکہ ''الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات'' قرآن مجید کا فیصلہ ہے۔ ان غریبوں کو کوا۔ گوہ۔ کچھوا دیگر غلیظ غذائیں چاہئیں جیسا کہ ان کا مذہب ہے (تفصیل فقیر کی کتاب ''آئینہ وہابی نما اور آئینہ دیوبندی نما'' ۱۲ میں ہے) اور قرآن مجید کا فیصلہ ہے۔ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات۔

حقیقتِ گیارھویں: جیسا کہ ہم نے مختصر طور پر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ شہنشاہِ بغداد حضور غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پاک کی تاریخ گیارہ ربیع الآخر ہے اور گیارہویں شریف منانے کی خصوصی وجہ یہی ہے۔ نیز اولیائے متقدمین اور جمیع اہلسنت کا اس پر صدیوں سے عمل رہا ہے کہ وہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پاک کی تاریخ پر کھانا وغیرہ آپ کی نیاز کا پکا کر غربا، مساکین میں تقسیم فرماتے اور قرآن مجید کی تلاوت کر کے طعام وکلام کا ثواب سیدنا غوث اعظم کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔

منکرین کی طرف سے عام طور پر جو اہلسنت پر بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر ہوتا ہے اُس کا اھم جز گیارہویں شریف ہے جیسا کہ آپ اپنے اپنے علاقہ میں آزما کر دیکھ سکتے ہیں کہ جو مسلمان گیارہویں کا طعام پکائے گا تو فوراً یار لوگ کہہ دیں گے یہ بدعتی ہے۔ حالانکہ گیارہویں شریف کے متعلق سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس ہے جسے احادیث مبارکہ میں ایصال ثواب کہا گیا ہے۔ شیخ محقق امام المحدثین خاتم الاولیا، سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتب ''ما ثبت بالسنۃ'' اور اخبار الاخبار میں نہایت شرح وبسط سے تحریر فرماتے ہیں اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کون ہیں اور آپ کا علمی اور روحانی مقام کیا ہے یہ محتاج تعارف نہیں۔ نجدی، وہابی بالعموم اور دیوبندی، وہابی بالخصوص آپ کے کمالاتِ علمی کے معترف ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں کتب کے دیباچے میں مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتا ہے کہ اس کتاب کی عظمت اور صحت کی اس سے بڑھ کر اور دلیل کیا ہوگی کہ اس کے مصنف شاہ عبدالحق محدث دہلوی ہیں دوسری کتاب اخبار الاخیار کے دیباچے میں یہی صاحب اس طرح رقمطراز ہوئے ہیں کہ اولیاء اللہ کے حالات میں، اخبار الاخیار دنیا کی بہترین کتاب اس لئے ہے کہ اس میں ہر واقعہ کو مصنف نے حدیث کی طرح سندیں حاصل کر کے

تحریر فرمایا ہے بہرحال شاہ عبدالحق محدث دہلوی ایک ایسی عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان کو علوم حدیث کے مطالب ومعارف سے روشناس کرایا جس کے اپنے پرائے سب معترف ہیں۔ حتیٰ کہ وہابیوں کے امام صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ میں آپ کے مزار پر گیا تو وہاں رحمت کی برسات ہوتی تھی۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حضوری حاصل تھی (حوالے آگے آئیں گے) شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کا یہ تعارف اس لئے کروایا گیا ہے تاکہ منکرین گیارہویں شریف تھوڑا سا غور کریں اور بریلویوں کو بدعتی کہنے کے بجائے اس بات کو سوچیں کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جس وقت نہ بریلوی تھے اور نہ دیوبندی اور نہ غیر مقلد وہابی تھے اور نہ مقلد وہابی۔ اگر اس وقت وہ لوگ جنہیں شیخ محقق علیہ الرحمۃ کامل اولیاء اللہ سے شمار کرتے ہیں۔ گیارہویں شریف کی بدعت کا ارتکاب کرتے تھے تو پھر آج بریلویوں کو نشانہ ستم کیوں بنایا جاتا ہے اگر وہابیوں کے امام کو شاہ صاحب کے مزار پر رحمت کی برسات نظر آتی ہے۔ اور دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی آپ کو ولی حضوری سمجھتے ہیں تو پھر یہ تصور کسی طرح بھی نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں شرف باریابی حاصل کرنے والا شخص نہ صرف یہ کہ بدعت کی ترغیب دے بلکہ بدعات کے ارتکاب کرنے والوں کو کامل اولیاء اللہ کے رنگ میں پیش کرے۔

باب اول (دلائل گیارھویں)

تمہید: جو لوگ گیارہویں کو بدعت وحرام کہتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں۔ (۱) کم علمی کی وجہ سے اصولِ قرآن وحدیث اور صحیح معلومات سے معذور ہیں۔ (۲) وہ جو علم کے باوجود دیانت سے کام نہ لیتے ہوئے محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے مخالفت کرتا

ہے (۳) گیارہویں شریف کو صرف اس لئے بدعت و ناجائز کہہ دیا کرتے ہیں کہ ان کے اکابر اسے بدعت و ناجائز کہتے ہیں۔

جو لوگ دیانتِ علمی سے کام نہیں لیتے اور محض ہٹ دھرمی کی بناء پر اسلامی اتحاد کو مکدر بناتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ لوگ نہ آج ہماری بات مانیں گے نہ بعد میں بلکہ ان کی قسمت میں نہ ماننا ہی لکھا ہے ہاں اگر کوئی فقیر کی تحریر کو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ کرے تو ان شاء اللہ غلط فہمیوں کا ازالہ ممکن ہے۔

دلائل: (۱) فقیر نے پہلے متعدد حوالہ جات پیش کئے ہیں کہ گیارہویں شریف کا عمل مدت سے قدماء صالحین و علماء راسخین و مشائخ کاملین میں معمول و مقبول رہا ہے اور فقیر نے ایسے نامور علماء و فقہاء محدثین اور اولیاء مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی پیش کئے ہیں کہ جن کا صرف نام مبارک اہلِ اسلام کے لئے موجب فخر و ناز ہے اور ان میں وہ حضرات مذکور ہوئے جن کے علم و عمل پر اسلام کو ناز ہے۔ آجکل کے ہر فرقہ کے علماء ان کے نہ صرف خوشہ چیں ہیں بلکہ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو موجودہ ہر فرقہ کے علماء کو ان کے ادنیٰ شاگردوں کے سامنے طفلِ مکتب کا مرتبہ مل جاتا تو یہ صاحبان اپنے لئے باعثِ برکت اور موجبِ رحمت سمجھتے۔

وہ حضرات قرآن و احادیث موجودہ علماء سے زیادہ ماہر و حاذق بلکہ روحِ اسلام کی بھی روح تھے جبکہ انہیں اسلام کے ہر مسئلہ کی تحقیق و تدقیق وافر در وافر نصیب تھی وہ بدعت کو بھی جانتے تھے اور سنت کو بھی لیکن باوجود اسکے گیارہویں کے نہ صرف قائل بلکہ عامل تھے اسی لئے ہم موجودہ دور کے محققین کی ہر نئی تحقیق کو تو دیوار پر مار سکتے ہیں لیکن ان کی تحقیق کو نہ صرف جائز بلکہ اپنے لئے حرزِ جان اور روحِ ایمان مانیں گے اس لئے کہ ان حضرات کے لئے نبی اکرم ﷺ نے پہلے کئی عرصہ اپنی امت کو سمجھایا

ماراہ الموء منون حسنا فھو عند اللہ حسن (مشکوۃ)

''جس کو مومن اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے''۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے۔

لاتجتمع امتی علیٰ الضلالۃ (مشکوۃ)

''میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا''۔

جب حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی تصدیق فرمائی ہے اور اسلاف میں بھی گیارہویں شریف کے متعلق کسی معتبر عالم دین کا انکار موجود نہیں تو پھر چند ضدی ملوانے انکار کرتے ہیں حرج کیا ہے ان کی بھی صرف ہٹ دھرمی اور ہے اور بس۔

ورنہ منصف مزاج مسلمان ان سے صرف یہی سوال کر کے سوچ لے کہ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ جس عمل کے عامل تھے کیا وہ بدعتی تھے اور حرامخور اور اگر معاذ اللہ وہ ایسے تھے تو پھر وہ اولیاء اللہ کہلانے کے حقدار کیسے حالانکہ مخالفین اب بھی انہیں اولیاء مانتے ہیں چونکہ بدعت انکا خانہ ساخت فتویٰ ہے اسے پھینک دو کہ یہ انڈے ہیں گندے۔

دلیــــل: (۲) گیارہویں شریف ''ایصالِ ثواب'' ہے جیسا کہ ہم نے رسالہ ہذا کے ابتداء میں عرض کیا ہے۔ جب یہ ایصال ثواب ہے تو حرام کیوں۔ اسکی حرمت کی چند صورتیں مخالفین پیش کرتے ہیں اگر چہ مخالفین کے ہر اعتراض کے لئے ایک علیحدہ تصنیف ضروری ہے لیکن رسالہ ہذا کی مناسبت سے مختصراً ہر ایک کا جواب قرآن و حدیث اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

باب دوم

(سوال) اگر گیارہویں شریف ایصال ثواب ہے تو اسے گیارہویں شریف کیوں کہتے ہیں۔ اصلی نام کیوں نہیں لیتے؟

(جواب) نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا اس کے چند دلائل فقیر نے پہلے عرض کئے ہیں

چنداور لیجئے۔

(۱) حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام سکھایا۔ اس وقت ہر مسئلہ صحابہ کے دل ودماغ پر اثر کرتا چلا گیا۔ لیکن انہوں نے کبھی کسی مسئلہ کو مستقل نام سے نہیں پکارا لیکن آج ہم نے انہی مسائل کو ایک ہیئت میں لاکر کسی فن کا نام حدیث کسی کا تفسیر کسی کا فقہ وغیرہ وغیرہ پھر ہر ایک کے لئے ہم نے ہزاروں نہیں بے شمار ایجادیں کی ہیں (چند فقیر کے رسالہ ''تحقیق البدعۃ'' میں دیکھیے)

(۲) حضور سرور عالم ﷺ نے صحابہ کرام کو علمی وعملی دولتوں سے نوازا لیکن آپ کے دور میں ہماری ایجاد کردہ اصطلاحیں نہیں تھیں مثلاً پڑھنے کی جگہ کا نام مدرسہ دارالعلوم۔ درس گاہ۔ جامعہ وغیرہ وغیرہ اور پڑھانے والا معلم، مدرس۔ استاذ وغیرہ اور پڑھنے والے طلبہ طالب علم۔ متعلم۔ تلمیذ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح ہزاروں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ (العاقل تکفیہ الاشارہ) تفصیل فقیر کی کتاب ''العصمۃ عن البدعۃ'' میں ہے۔

جواب (۲) ایصال ثواب عام لفظ ہے جو عوام کے لئے بجتا ہے۔ ہم اہل سنت چونکہ باادب واقع ہوئے ہیں اسی لئے ایک شیخ کامل کے ایصالِ ثواب کے نام کو نمایاں کر کے عوام میں ولی کامل کی شان کا امتیاز کراتے ہیں۔ تاکہ ولایت کی عظمت کا سکہ دلوں پر بیٹھ جائے اور یہی عین فطرت ہے چنانچہ ہم سب آدم زادے انسان یا آدمی کہلاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک دوسرے کو ممتاز کرنے کیلئے مختلف قومیں بنائیں تاکہ التباس نہ ہو کما قال وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفو۔ تمہیں مختلف شاخیں اور قبیلے بنائے۔

چونکہ ایصال ثواب ایک عام حیثیت تھی پھر ہم نے انہیں مختلف شعوب قبائل بنا کر تاکہ تم ایکدوسرے سے ممتاز رہو۔ یعنی ایصالِ ثواب انبیاء واولیاء کے نام کو اعراس اور غوثِ اعظم کے عرس کو گیارہویں سے موسوم کیا بتایئے اس میں کونسا حرج ہے۔

(سوال) تمہارے اس دوغلہ پالیسی سے ہم شاکی ہیں ایصال ثواب تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے۔ اور تم اسے غوثِ اعظم کے نام کرتے ہو؟

(جواب) یہ اہلسنت پر بڑا بھاری بہتان ہے اور تقریباً ایسے غلط تاثرات دے کر عوام کو وہابی دیوبندی اپنے دام تزویر میں پھنسا لیتے ہیں ورنہ ہم نے بارہا کہا لکھا اور کہتے ہیں اور کہتے رہینگے کہ ہم بھی گیارہویں یا اعراس یا دیگر نذر ونیاز سب اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اور ثواب انبیاء واولیاء اور غوثِ اعظم کی ارواحِ مقدسہ کو پہنچاتے ہیں باقی رہا ان اشیاء پر انبیاء واولیاء اور غوث اعظم کا نام لیا جانا یہ مجاز ہے اور ایسے مجازات قرآن واحادیث اور محاورات عرب اور ہمارے عرف میں کثیر الرواج اور روزمرہ کا معمول ہیں۔

احادیثی شواھد: عن سعد بن عبادہِ قال یارسول اللہ ﷺ

ان اُمِّ سعدٍ ماتموت فَایُّ الصّد قۃ افضل قال الماء فحفر بئراً وقال ھٰذہٖ لام سعدٍ (ابوداؤد شریف، نسائی، مشکوٰۃ) (باب فضل الصدقۃ)

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ سعد کی ماں یعنی میری ماں مرگئی ہے پس کونسا صدقہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا پانی! پس سعد نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے۔

اس روایت میں صاف ظاہر ہے کہ کنواں کھدوایا تو خدا تعالیٰ کے لئے چونکہ اس کا ثواب ام سعد کے لئے مطلوب ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں صرف لام سعد ام سعد کے لئے کا لفظ ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کون ہے جو میرے لئے مسجد عشاء میں چار رکعت پڑھے اور کہے ھذہ لابی ھریرۃ، یہ ابو ہریرہ کے لئے ہے (مشکوۃ شریف باب الفتن) اس سے حضرت ابو ہریرہ کا مقصد بھی یہی

تھا کہ نماز کا ثواب ابی ہریرہ کے لئے ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا بلکہ ابو ہریرہ کا نام لیا اس سے حضرت ابو ہریرہ کو کوئی مشرک نہیں کہہ سکتا۔

اگر ہم غوث پاک کی گیارہویں کریں تو ہم مشرک کیوں مخالفین کو مذکورہ روایات کے متعلق مابہ الامتیاز واضح کرنا چاہئے۔ بلکہ ہمارے حضور پُر نور ﷺ نے قیامت تک آنے والے تمام امتیوں کا اپنی خیرات میں نام لیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

عن جابر بن عبداللہ قال شھدت مع النبی ﷺ الاضحیٰ باالمصلی فلما قضی خطبة نزل عن منبرہ فاتی بکبشین فذبحہ رسول اللہ ﷺ بیدہ وقال بسم اللہ و اللہ اکبر ھذا عنی وعمن لم یضح من امتی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عید الضحیٰ کے دن میں حاضر تھا آپ جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو منبر سے اترے پس آپ کی خدمت میں دو بکرے حاضر کئے گئے بس ذبح فرمائے آپ نے اپنے دست مبارک سے اور فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر واللہ اکبر یہ میری طرف سے اور اس کی طرف سے جس میرے امتی نے قربانی نہیں کی۔

(فائدہ) یہ قربانی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کا ثواب بندوں کو پہنچانا مطلوب ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ بجائے اللہ تعالیٰ کے نام لینے کے بندوں کا نام لیا جائے تو حرج نہیں دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ نے قربانی کرتے وقت صاف کہہ دیا کہ یہ میری اور میری تمام امت کی طرف سے ہے چونکہ یہ بحث "مااھل یغر اللہ" سے متعلق ہے اسے فقیر نے اپنی تفسیر اویسی میں تفصیل سے لکھا ہے۔ اسی لئے انہی تین احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

عقلی دلیل: چونکہ ہر فرد جانتا ہے کہ یہ مسئلہ حقیقت و مجاز کا ہے۔ جس طرح کائنات کی ہر چیز کا مالک و متصرف حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اسی طرح ہر قسم کی

گیارہویں دیگر نذر، نیاز، حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

گیارہویں نیاز وغیرہ مجاز کے طور پر انسانوں سے منسوب کی جاسکتی ہے جیسے:

فلاں کی روٹی اور فلاں کا مکان وغیرہ وغیرہ

اگر حقیقت و مجاز کے اس مسئلہ پر اعتقاد و یقین نہ رکھا جائے تو پھر دنیا کی کوئی چیز کسی دوسرے سے منسوب نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی حلال اور جائز رہ سکتی ہے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر کا مطالعہ کیجئے۔

(سوال) اگر واقعی گیارہویں شریف ایصال ثواب ہے تو پھر تم اسے نذر و نیاز سے کیوں تعبیر کرتے ہو۔ حالانکہ نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی ہے تم اللہ سے خاص باتوں کو پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرتے ہو۔ اسی لئے مشرک ہو۔

(جواب) یہاں بھی وہی حقیقۃ و مجاز والی بات ہے اس لئے کہ ہم نذر و نیاز مجازاً ہدیہ و تحفہ پر استعمال کرتے ہیں اور یہ ہمارا ادب ہے کہ ہم اولیاء و انبیاء علیہم السلام کے ایصال ثواب کو نذر و نیاز وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ اس لئے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو زندہ مانتے ہیں اور یہ بحث اپنے مقام پر حق ہے اور شرعی امور میں سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جن میں شرعی اصطلاحات کو مجازاً دوسرے معانی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے فقیر نے متعدد مثالیں اپنی تفسیر میں لکھی ہیں۔ یہاں صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جس سے غیر مقلدین اور دیوبندیوں کا منہ تو بند ہوسکتا ہے لیکن ضد البتہ نہیں جائے گی۔ اس لئے کہ وہ لاعلاج بیماری ہے۔

حضرت ملاں جیون صاحب الانوار استاذ سلطان عالمگیر اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ

ومن لھما علم ان البقرہ المندورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب (تفسیرات احمدیہ)

ترجمہ: اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لئے لائی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال وطیب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمة اللہ علیہ:

اپنے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا حال لکھتے ہیں کہ وہ قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم اللہ دیا علیہ الرحمۃ کے مزار پر زیارت کوتشریف لے گئے جب آنے لگے تو حضرت مخدوم اللہ دیا علیہ الرحمۃؒ نے مزار سے ارشاد فرمایا اے عبدالرحیم ذرا ٹھہرو۔ کچھ کھا کر جانا یہ سن کر والد صاحب ٹھہر گئے پھر ایک عورت اپنے سر پر چاول شیرینی لے کرآئی اور عرض کی کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا میں اس وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کے دربار میں ٹھہرنے والوں کو پہنچادوں گی۔ وہ اسی وقت آ گیا اور میں نے یہ نذر پوری کردی۔ اصل عبارت پڑھئے،

آں گاہ زنے بیامد طبق برنج وشیرینی برسر وگفت نذر کردم کہ اگر زوج من بیامد ہمال ساعتے طعام پختہ بہ نشیند گان درگاہ مخدوم اللہ دیہ رسانم دریں وقت آمد نذر را ایفاء کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تناول کند۔

فوائد: (۱) اولیاء اللہ زندہ ہیں (۲) دُنیا کے حالات سے باخبر ہیں (۳) انکے مزارات پر منت ونذر ماننے کا طریقہ شرعیہ ہے (۴) نذر کا اطلاق تحفہ ہدیہ اور ایصال ثواب کے لئے جائز ہے۔ (۵) انکا کھانا حلال طیب ہے۔

انتباہ: اس حکایت سے ثابت ہوا کہ اسلاف نے بھی لفظ نذر ونیاز تحائف وہدایا بالخصوص اولیاء کرام وانبیاء علیہم السلام کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اگر یار لوگوں کو مشرک وبدعت کے فتویٰ بازی کا شوق ہے تو ذرا ایک فتویٰ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی قدس سرہ کے لئے بھی شائع فرما کر ماجور من اللہ ہوں۔

(سوال) ایصال ثواب کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن یہ جو تم معین کر کے گیارہویں یا

عرس وغیرہ کرتے ہو یہ ناجائز ہے کہ کسی شرعی فعل کو معین کیا جائے۔

تعیین کا خطرہ: گیارہویں شریف معین کر کے کی جاتی ہے فلہٰذا ناجائز ہے یہ خطرہ مخالفین نے اپنے گھر میں بیٹھ کر گڑھ لیا ہے ورنہ شریعت مطہرہ میں اسکے عدم جواز کی کوئی صورت نہیں اگر ہے تو چند شرائط سے مشروط جنہیں فقیر نے رسالہ ''الحبل المتین'' میں تفصیل سے ذکر کیا ہے یہاں فقیر صرف چند دلائل دکھاتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ نیک کاموں میں مصلحۃً تعیین عین مراد ہے۔

آیت قرآنی: وَذکر بایام اللہ رحمت خدا کے ایام انہیں یاد دلاؤ،

(فائدہ) ان دنوں کی عظمت کو بیان کرو جن میں قدرت کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں۔ خداوند قدوس نے ان دنوں کی نسبت اپنی طرف فرمائی جو اپنی خصوصیات اور عظمت کے اعتبار سے اہمیت رکھتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ غوث اعظم رضی اللہ عنہ محبوبی شان کے اعتبار سے آپ کی گیارہویں بھی انہی ایام کی ایک کڑی ہے کہ اس دن امت مصطفےٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی یاد سے کتنا سرشار ہوتی ہے۔

احادیث مبارکہ: (۱) عن محمد بن نعمان من زار قبر ابویہ اواحد ہمافی کل جمعۃ غفرلہ (رواہ البیہقی)۔

جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کی وہ مغفور ہے، (شرح الصدور للسیوطی)

(فائدہ) زیارت قبور مسنون ہے اور ہروقت ہوسکتی ہے لیکن حدیث شریف میں جمعہ کے دن سے متعین فرمایا اگر تعیین ناجائز ہوتی تو اسے جمعہ کے دن سے مقید نہ کیا جاتا۔

(۲) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من وسع علی عیا لہ فی

السفة یوم عاشوره اوسبع الله علیه سائز سنة قال سفیان انا تدجز نباه فوجدناه کذالک۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کشادگی دے گا نفقہ میں اپنے عیال پر عاشورہ کے دن، کشادگی فرمائے گا اس پر اللہ تعالیٰ سال بھر۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ایسا ہی پایا۔

(فائدہ) اہل وعیال کو خرچ دینا اور انکی سہولت ہر وقت شریعت کی عین مراد ہے لیکن اسے یوم عاشوراء کے ساتھ متعین کرنا بتاتا ہے کہ مصلحت کے پیش نظر کار خیر میں تعین ہونی چاہئے۔

(۳) عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ من قرء حم الدخان فی لیلة الجمعة غفریه.

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے پڑھا حم الدخان جمعہ کی رات میں وہ بخشا گیا۔

(۴) عن کعب عن رسول الله ﷺ قال اقروا سورة هو دیوم الجمعه (رواہ البخاری)

ابن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ہود جمعہ کے دن پڑھو۔

(فائدہ) قرآن پاک کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہیں لیکن دُخان وہُود کو جمعہ کے دن پڑھنے کی تعین کی گئی۔

(۵) عن ابی سعید عن النبی اخرج بن جزیز بن محمد بن ابراهیم قال کان رسول الله ﷺ یاتی قبور الشهدا علیٰ راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار (مشکوٰۃ)

حضور ﷺ ہر سال کے شروع میں شہیدوں کے مزارات پر تشریف لیجاتے اور فرماتے کہ سلام ہو تم پر اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا تمہاری عاقبت کیا ہی اچھی ہوئی۔

(فائدہ) جب زیارتِ قبور ہر وقت ہو سکتی ہے تو حضور ﷺ نے ان نیک کاموں کو تعین ایام کے ساتھ کیوں مخصوص فرمایا دراصل تعین ایام میں فوائد اور مصالح خیر و برکات ہیں۔

عرس کا ثبوت: ہماری مذکورہ بالا بحث سے عرس کی تعیین کا ثبوت بھی ملا۔ کیونکہ وہ بھی بزرگان دین کے ایصال ثواب کیلئے متعین تاریخ ہوتی ہے لیکن اس میں ایک راز اور بھی ہے وہ یہ کہ تاریخ مقرر شدہ پر احباب متعلقین کو جدید اطلاع نہیں دینی پڑیگی یہی وجہ ہے کہ ہم دینی، سیاسی جلسوں کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں لیکن پھر بھی اتنا مخلوق کا ہجوم نہیں ہو سکتا جتنا اولیاء اللہ کے اعراس میں بن بلائے خلق خدا کا اژدہام ہوتا ہے۔

خصوصی فیض: مفسرین ومحدثین وفقہاء کرام فرماتے ہیں کہ روح جس دن وساعت میں جسم سے جدا ہوئی اس وقت رُوح عود کرتی ہے۔

چنانچہ صاحب مجموع الروایات کا قول ہے:

اذا روان بتخذا الومة یجتهد یادراک یوم موته ویحتاط فی الساعة التی نقل روحه فیها لان الارواح الاموات یاقوت فی ایام الاعراس فی کل عام فی ذالک الموضع فی تلک الساعة وینبغی ان یطعم الطعام ویشرب الشراب فی تلک الساعة فانه بذالک یفرح روحه وان فیه تاثیراً بلیغا. هذا نُقل من خزینة الجلالی وجمع الجوامع من جلال الدین سیوطی وسراج الهدایة مولانا جلال الدین بخاری و حاشیه

المظھری (اہلاک الوہابین)

یعنی جب کوئی شخص کھانا کھلانے کا ارادہ کرے تو روزِ وفات بلکہ وقتِ وفات کا خیال رکھے اور احتیاط کے ساتھ اس ساعت کا خیال رکھے۔ جس میں میت کی ارواح عالم بالا کی طرف منتقل ہوتی ہے اس لئے کہ اموات کی روحیں ہر سال عرسوں میں اس مقام و ساعت میں حاضر ہوتی ہیں جس میں اس کا انتقال ہوا ہے پس مناسب یہی ہے کہ اسی ساعت میں کھانا وغیرہ کھلایا جائے کیونکہ اس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اور اس میں بڑی تاثیر ہے اسی طرح منقول ہے خزینۃ الجلال جمع الجوامع مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطی اور سراج الہدایہ مولانا جلال الدین بخاری میں۔

اُستاد گھرانہ : شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہر سال اپنے والد کا عرس کیا کرتے تھے۔ ان پر مولوی عبدالحکیم صاحب پنجابی نے اعتراض کیا کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ لیا ہے۔ اور سال بہ سال کرتے ہو۔ اس کا جواب شاہ صاحب نے جو فرمایا وہ ''زبدۃ النصائح'' صفحہ ۴۲ میں مرقوم ہے فرماتے ہیں،

''کہ ایں طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ ہیچکس فرض نمی داند۔ آرے زیارت قبور و تبرک و قبور صالحین و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعین روز برائے آنست کہ آن روز ذکر انتقال ایشاں باشد''۔

یعنی اس طعن کا سبب جس پر طعن کی جاتی ہے اس کی حالتوں سے ناواقف ہونا ہے کیونکہ فرائض شرعیہ کے سوائے کوئی شخص فرض نہیں جانتا البتہ زیارتِ قبور اور صالحین کے مزارات سے برکت حاصل کریں۔ تلاوت قرآن اور دعائے خیر شیرینی اور کھانا تقسیم کرنا امر مستحسن اور باتفاق علماء جائز ہے۔

فائدہ : شاہ صاحب کے کلام سے تعین ایام اور فاتحہ بحضور طعام و شیرینی کا امر

مستحسن اور معمول علماء و صلحاء ہونا ثابت ہے اور جو امر کہ باجماع امت نیک متصور ہو وہ نیک ہے۔

فیصلہ نبوی : فرمایا ہے سرکار دو عالم ﷺ نے کہ لاتجتمع امتی علی الضلالۃ، میری امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔ دوسری حدیث میں وارد ہے ''ماراٰہ المومنون حسنۃ فھو عنداللہ حسنۃ'' جسے اہلِ ایمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

حضرتِ گنگوھی قدس سرہٗ: حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب صد و ہشتادہ دوم ''مکتوباتِ قدسی'' میں مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں کہ

''اعراس پیراں بر سنت پیراں بہ سماع و صفائی جاری دارند''۔

یعنی پیرانِ طریقت کے عرس ان بزرگوں کی روش پر سماع و صفائی کے ساتھ جاری رکھیں۔

اس قسم کے اقوال بزرگانِ دین اور سلف و صالحین کے یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جن سے تعینِ ایام اور فاتحہ کی تائید ہوتی ہے۔

جملہ دیوبند کے پیرومرشد نے فرمایا : دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، فیصلۂ ہفت مسئلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ عرس، خود اس حدیث سے ہے کہ کنومتہ العروس یعنی بندہ صالحہ سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے، اس سے بڑھ کر کون سی عروس ہوگی۔ چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے۔ خصوصی جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئیں اُن کا حق زیادہ ہے۔

حاجی صاحب آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔ مشربِ فقیر اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیرو مرشد کی روح کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔

(فائدہ) پیرو مُرشد اور استاد تو عرس اور گیارہویں اور انکی تعیین کے تو قائل و عامل ہوں لیکن مُرید و شاگرد انہیں حرام و بدعت کے فتوے صادر کریں اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ گیارہویں دن مقرر کرنا نہ رکن ہے نہ شرط کہ اس کے بغیر یہ ختم شریف درست نہ ہو۔ چونکہ ایک روایت کے مطابق آپ کا وصال ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو ہوا اس لئے اکثر لوگ ختم شریف کے واسطے اس تاریخ کو بطور اولویت التزام کرتے ہیں نہ بطور وجوب کے، اور یہی وجہ ہے کہ یہ ختم شریف گیارہویں کے نام سے موسوم و مشتہر ہو گیا ہے۔ کسی مسلمان کا بھی ہم میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ختم شریف گیارہویں تاریخ سے قبل یا بعد جائز نہیں ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ہر ماہ کی ابتدائی تاریخوں سے لیکر آخیر تاریخوں تک مختلف مساجد اور جگہوں میں آپ کا ختم شریف ہوتا رہتا ہے اور کہتے سب کو گیارہویں ہی ہیں ہاں ہمارے نزدیک گیارہویں، فرض یا واجب نہیں کہ اس کے نہ کرنے سے بندہ پر کسی قسم کی گرفت ہو البتہ چونکہ ایک بابرکت عمل ہے اس سے دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی۔

(جواب نمبر۲) تعیین کو اپنی طرف سے حرام کہہ کر وہابیوں، دیوبندیوں نے شریعتِ پاک پر بہتان باندھا ہے کہ کسی نیکی کو مُعین کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ ہم عوام دیوبندیوں، وہابیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مولوی سے قرآن مجید کی صرف ایک آیت پڑھوائیں جس میں حکم ہو کہ جائز طریقہ کی تعیین حرام ہے حالانکہ آیات قرآنی کا کوئی جملہ اور احادیث مبارکہ کے تمام تر ذخیرہ سے ایک حدیث یا حدیث کا ایک جملہ

بھی ایسا نہیں مل سکتا جس میں تعیین ایام کو اشارہ کنایہ سے حرام اور بدعت وغیرہ کہا گیا ہو۔

اسی طرح تمام تر اقوالِ اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایک قول بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں تعیین کی تردید کی گئی ہو۔

اگر ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ درست ہے اور مخالفین ہمارے اس دعویٰ کو قرآن کے دلائل سے توڑنے کی ہمت نہیں رکھتے تو پھر مجبوراً کہنا پڑے گا۔ (لعنت اللہ علی الکاذبین)

حالانکہ شریعت کے اکثر امور تعیینات کے بغیر ہوتے ہی نہیں اور خود اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے بہت سے امور متعین فرمائے۔ فقیر نے اس موضوع پر الحبل المتین لکھی ہے۔ تفصیل اس میں پڑھئے۔

فی الحال چند ایک دلائل پیش کرتا ہوں تاکہ ناظرین یقین کرسکیں کہ شریعتِ مُصطفویہ میں تعیین برائے مصلحت نیکی کے امور میں جائز ہے۔

دلیل عقلی: نظام کائنات کا وہ کون سا کام ہے جس کے لئے کوئی دن معین نہیں۔ نوع انسانی کی تخلیق سے لے کر عالم آخرت تک کوئی بھی قضیہ تعیین یوم سے خالی نہیں۔ بچے کی پیدائش کا دن معین ہے۔ شادی کا دن معین ہے۔ موت کا دن معین ہے۔ بہار اور خزاں کے دن معین ہیں۔ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کے دن معین، غرض دینی و دنیوی امور معین ایام ہی میں انجام پذیر ہوتے ہیں اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ تعیین یوم کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں ان کا اپنا کوئی کام بھی معین دن کے بغیر نہیں ہوتا۔ جلسوں کے دن معین کانفرنسوں کے دن معین۔ تبلیغی دوروں کے دن معین اگر بنظرِ عمیق دیکھا جائے تو تعیین یوم کا انکار کرنا قانون فطرت ہی کے خلاف ہے کیونکہ اگر تمام امور یوں ہی بے قاعدگیوں اور بغیر تعیینِ ایام کے

شروع کر دیئے جائیں تو نظامِ حیات ہی درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ اتنا بدا ہیہ ہے جس پر دلائل کی چنداں ضرورت نہیں۔

تعینات: گیارہویں شریف اور اعروس اور دیگر اور ایصالِ ثواب جیسے نیک اُمور کے لئے کئے جاتے ہیں کفر، شرک، بدعت، حرام اور نا جائز کیوں ہو جاتے ہیں۔ کیا کوئی شخص دین و دُنیا کا کوئی کام بغیر دن اور وقت کا تعین کیے سرانجام دے سکتا ہے۔

پیدائش سے لے کر مرتے دم تک انسان ایام و اوقات کا پابند ہوتا ہے۔ یا پابند کر دیا جاتا ہے۔ ہم یہاں مثالیں نہیں بیان کریں گے بلکہ ہر ذی شعور سے درخواست کریں گے کہ خدارا سوچئے اور خوب سوچئے کہ کیا دن اور وقت کا تعین کرنا فی الواقع موجب کفر و شرک ہے یا بھٹکے ہوئے ذہنوں کی اختراع اور بہکے ہوئے دماغوں کی یاوہ گوئی اور بیہودگی کی مُنہ بولتی تصویر ہے۔

ہماری اس درخواست پر جو لوگ غور فرمائیں گے اُن کی نوازش ہے اور جن کے ذہن اب بھی اُن حضرات صاحبان کے فرامین تعصب آفرین میں اُلجھے ہوئے ہیں۔ وہ غور فرمائیں کہ تعیناتِ ایام کے متعلق شریعتِ مقدسہ کا کیا حکم ہے۔

قرآن مجید

(۱) رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا **و ذکر هم با یام الله** یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں۔ جیسے غرقِ فرعون، منّ و سلویٰ کا نزول وغیرہ

(فائدہ) معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار منانے کا حکم ہے۔

احادیث سے ثبوت

(۲) مشکوٰۃ کتاب الصوم میں ہے **سئل رسول الله ﷺ عن صوم یوم الاثنین فقال فیه ولدت وفیه انزل علی** یعنی حضور ﷺ سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

(فائدہ) حدیث سے ثابت ہوا کہ یادگار منانا سنت اس کے لئے دن مقرر کرنا سنت حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنت ہے۔ عبادت خواہ بدنی ہو جیسے کہ روزہ اور نوافل یا مالی جیسے کہ صدقہ و خیرات تقسیم شیرینی وغیرہ۔

(۳) مشکوٰۃ باب فصل ثالث میں ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا **فنحن احق واولیٰ بموسیٰ منکم** ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں **فصامه وامر بصیامه** خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا چنانچہ اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا۔ اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب باقی ہے۔

(۴) مشکوٰۃ کے اسی باب میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا سال آئندہ اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے یعنی چھوڑا نہیں۔ بلکہ زیادتی فرما کر مشابہت اہل کتاب سے بچ گئے۔

(۵) یہ نمازیں گذشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آ کر رات دیکھی تو پریشان ہوئے۔ صبح کے وقت دو رکعت شکرانہ ادا کیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ دُنبہ پایا۔ لختِ جگر کی جان

بچی۔قربانی منظور ہوئی۔چار رکعت شکرانہ ادا کیں۔یہ ظہر ہوئی وغیرہ وغیرہ معلوم ہوا کہ نماز کی رکعت بھی دیگر انبیاء کی یادگار متعین یادگار دین ہیں۔

(۶) حج تا آخر ہاجرہ واسمٰعیل وابراہیم علیہم السلام کی یادگار ہے اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے۔اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا۔مگر صفا ومروہ کے درمیان چلنا۔بھاگنا منیٰ میں شیطان کو کنکر مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے۔محض یادگار کے لئے اور پھر متعین اوقات میں۔

خلاصہ: بہرحال تعیین نہ شرعاً حرام ہے نہ اس پر مخالفین کے پاس کوئی دلیل ہے۔ہاں چند ایسے امور ہیں جنہیں ہم بھی ایسی تعیین کو منع کرتے ہیں۔وہ چند امور مندرج ذیل ہیں۔

وہ دن یا جگہ کسی بُت سے نسبت رکھتی ہو جیسے ہولی، دیوالی کو اُس کی تعظیم کے لئے دیگ پکا کر یا مندر میں جاکر صدقہ کرنا اس لئے مشکوٰۃ باب النذر میں ہے کہ کسی نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔کیا وہاں کوئی بُت یا کفار کا میلہ تھا۔عرض کیا نہیں۔فرمایا اپنی نذر پوری کر(۲) اس تعیین میں کفار سے مشابہت ہو۔(۳) اس تعیین کو واجب جاننا۔اسی لئے حدیث شریف میں صرف جمعہ کے روزے سے منع فرمایا گیا۔کیونکہ اس میں یہود سے مشابہت ہے اور ہم اہلسنت کے جملہ معاملات میلاد شریف، رجبی شریف، اعراس مبارکہ، گیارہویں شریف، جمعراتین، چہلم، سوئم، برسی وغیرہ مذکورہ خرابیوں سے خالی ہیں فلہٰذا جائز ہیں تفصیل کیلئے ''الحبل المتین فی التعیین'' دیکھئے۔

خلاصہ یہ کہ گیارہویں شریف ایصال ثواب کا دوسرا نام ہے۔اس میں خیرات وصدقات اور کلام الٰہی۔مجلس وعظ وغیرہ کا ثواب سیدنا غوثنا وغیاثنا ماوانا ملجانا محبوب رب العالمین غوثِ اعظم محی الدین الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی نذر کیا جاتا

ہے۔جو شرعی لحاظ سے کسی قسم کی قباحت نہیں وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ھذا آخر ما رقمہ

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہاولپور

اضافہ جدیدہ: اگرچہ یہ اضافہ ضروری نہ تھا لیکن چونکہ عموماً مخالفین عوام اہلسنت کو خواہ مخواہ پریشان کیا جاتا ہے اور کتب کی ورق گردانی سے گھبراہٹ محسوس کیجاتی ہے اسی لئے بقدر ضرورت یہاں چند سوالات وجوابات کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

(سوال) گیارہویں بدعت ہے اس لئے کہ یہ حضور ﷺ سے لیکر خیر القرون کے بعد تک بھی کسی نے نہیں کی۔

(جواب) مخالفین کا یہ سوال بہت پرانا اور ہرجائی ہے کہ ہر مسئلہ حق اہلسنت کو اس بدعت پر ڈھالینگے حالانکہ خود بدعت کا مفہوم غلط سمجھے ہوئے ہیں اس لئے انہیں حق بات باطل نظر آتی ہے۔بدعت کی صحیح تعریف وہی ہے جو حضور سرورعالم ﷺ نے خود بتائی ہے وہ یہ کہ

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ہر وہ امر جو ہمارے امر اسلام سے نہیں وہ مردود ہے۔

(فائدہ) فی امرنا کے بعد ''مالیس منہ'' کی قید اسی لئے ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں بلکہ وہ بدعت ہے جو دین اسلام میں اصول کے خلاف ہو۔چنانچہ مخالفین کے ایک معتمد علیہ نے یہی لکھا ہے۔

ترجمہ۔اُردو مشکوٰۃ شریف میں نواب قطب الدین صاحب نے یہی لکھا ہے۔کہ لفظ مالیس منہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نکالنا اس چیز کا۔کہ مخالف کتاب اور سُنت کے نہ ہو بُری نہیں۔

سیرت حلبی میں لکھا ہے ما احدث وخالف کتابا اوسنۃ او اجماعا او

اثر افھو البدعلة الضلالة وما احدث من الخیرو لم یخالف من ذالک فھو البدعة المحمودة (جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی اور مخالف ہوئی کتاب اور سنت اور اجماع اور اثر کے پس وہ بدعتِ ضلالت ہے اور جو نئی چیز پیدا ہوئی خیر سے اور نہیں مخالف ہے ان سے۔ پس وہ بدعتِ محمودہ ہے۔

(سوال) بعض کہتے ہیں کہ بدعت ضلالت وہ ہے جو بعد قرونِ ثلٰثہ کے نکلے اور جو قرونِ ثلٰثہ کے اندر نکلے وہ سنت ہے اور دلیل میں اس حدیثِ کو پیش کرتے ہیں خیر القرُون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ؟

(جواب) یہ قول جمہور اہلِ سنت کے خلاف ہے جمہور کا قول وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ دوسرے جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے۔ اس حدیث میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ جو چیز ان زمانوں میں نکلے وہ تو سنت ہے اور جو بعد میں نکلے وہ بدعتِ ضلالت ہے اس حدیث کے صرف یہ معنی ہیں کہ بہتر قرنوں کا میرا قرن ہے اور پھر اس کے بعد کا پھر اس کے بعد کا۔ پس اس حدیث سے تو صرف خیریت اور فضیلت ان تین قرنوں کی ثابت ہوئی نہ احداث اور بدعت۔ اس میں کوئی بھی لفظ اس معنی پر دال نہیں۔ اور اگر یہی معنی اس حدیث کے ہیں۔ اور اس سے یہی قاعدہ کلیہ مستنبط ہوتا ہے تو مذہب خروج اور رفض اور ارجاو غیرہ کہ جن کا حدوث خیر القرون میں ہوا سنت ہونے چاہئیں حالانکہ یہ سب کے نزدیک بدعتِ ضلالت ہیں۔ چاروں مذہبوں میں ایک مذہب کی تقلید کہ جو ۴۰۰ھ کے بعد نکلی اور زبان سے نیت ۵۰۰ھ کے بعد پیدا ہوئی اس قاعدہ کے موافق بدعتِ ضلالت ہونی چاہئیں حالانکہ یہ سب باتیں قرونِ ثلٰثہ کے بعد نکلی ہوئی واجب اور مستحب ہیں۔ اسی طرح اور بہت باتیں ہیں کہ جو بعد قرونِ ثلٰثہ کے نکلیں اور سب شروع ہوئیں جیسے بنانے رباطات و مدارس و اعراب قرآن اور تدوینِ کتب اصول و فقہ جنکی تفصیل فقیر نے

تحقیق البدعۃ میں کی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو عمل کتاب اور سنت اور اجماع کے مخالف نہ ہو۔ وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

(فائدہ) بدعت کا سیئہ یا حسنہ ہونا موقوفِ زمانہ پر نہیں ہے۔ بلکہ کتاب اور سنت اور اجماع کی مخالفت اور عدمِ مخالفت پر ہے جو نئی چیز کہ مخالف کتاب اور سنت اور اجماع کی ہو خواہ کسی زمانہ میں ہو وہ بدعتِ ضلالت ہے اور جو نئی چیز کہ مخالف کتاب اور سنت اور اجماع کے نہ ہو خواہ کسی زمانہ میں ہو وہ بدعتِ حسنہ ہے۔ چنانچہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل بھا بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بھا ولا ینقص من اجر رھم شی ۔ جس نے اسلام کے اندر نیک طریقہ نکالا پس اس کے ساتھ عمل کیا گیا پیچھے اس کے لکھا جائیگا۔ اس شخص کے لئے مثل اجر ان لوگوں کے جنہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے اجروں میں سے کچھ نقصان نہ کیا جائے گا۔ اس حدیث میں بدعتِ حسنہ نکالنے والوں کے لئے وعدہ ثواب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ثواب بھی کیسا کہ جب وہ آدمی کہ جس نے بدعتِ حسنہ نکالی مر جائے اور اُس کے بعد خلق اللہ اس بدعتِ حسنہ پر عمل کرے تو بعد موت بھی ان سب کے برابر بغیر نقصان ان کے اجر کے اس کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے شریعت نے بعد رسول اللہ ﷺ کے طرح طرح کے اصول اور قواعد واسطے تہذیب علمِ ظاہری کے ایجاد کئے۔ اور اولیاءِ طریقت نے قسم قسم کے مجاہدات اور اشغال بعد قرون ثلٰثہ تزکیہ اور تصفیہ قلب کے لئے پیدا کئے۔

(فائدہ) حدیث شریف میں من عموم کے لئے ہے اس سے نہ وقت کی پابندی کی ہے نہ اشخاص کی۔ چنانچہ علامہ شامی نے بھی ردالمختار کے اندر لکھا ہے کہ یہ حدیث قواعدِ اسلام سے ہے۔ قواعدِ اسلام وہ ہی شے ہو سکتی ہے جو قیامت تک کام آسکے اسی لئے ہر دور میں اصول کو مدنظر رکھکر مسائل مستنبط کئے گئے۔

(سوال) صحیح حدیث میں وارد ہے کہ کل بدعة ضلالة فی النار (کل بدعت ضلالت ہے اور کل ضلالت دوزخ ہے) تو بموجب اس فرمانِ نبوی ﷺ کے کل بدعت گمراہی ہوئی۔ کیونکہ اس میں حسنہ اور سیئہ کی قید نہیں۔

(جواب نمبر۱) اس حدیث شریف میں جو لفظِ کل ہے وہ استغراقی نہیں ہے بلکہ یہ کل عام مخصوص لبعض ہے کیونکہ جب آپ احداث کو ما لیس منه کے ساتھ مقید فرما چکے ہیں۔ تو اب جس قدر حدیثیں بدعت کی منع میں ہوں گی وہ سب احداثِ مخالف شریعت کی طرف راجع ہونگی نہ احداثِ موافق شریعت کی طرف۔

(جواب نمبر۲) اصول کا مسئلہ ہے کہ جب کوئی حکم کسی امر مقید پر ہوتا ہے تو وہ حکم قید کی طرف راجع ہوگا۔ پس اس حدیث دوسری میں کہ جو ہم نے اوپر بیان کی ہے فهو رد کے حکم میں ہے۔ یہ اصل احداث پر راجع نہیں ہوگا۔ بلکہ اُس کی قید پر جو ما لیس منه ہے راجع ہوگا۔

پس دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ معنی پیدا ہوں گے کہ کل بدعت جو مخالف کتاب وسنت ہے وہ گمراہی ہے۔

(سوال) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ''حرم علیکم المیته الی ان قال وما اهل به لغیر الله'' تم پر حرام ہے مُردار اور وہ جو غیر اللہ کے نام پر پکاری جائے چونکہ گیارہویں پر غیر اللہ یعنے غوث الاعظم کا نام لیا جاتا ہے لہٰذا حرام ہے۔

(جواب نمبر۱) یہ قاعدہ عام رکھا جائے کہ جس پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہے تو پھر دنیا میں کوئی ایسی شے نہیں جس پر غیر اللہ کا نام نہ آتا ہو کوئی مکان کو دیکھ کر پوچھے یہ کس کا ہے؟ تو جواب ملے گا فلاں صاحب کا۔ یہ زمین کس کی ہے؟ فلاں صاحب کی۔ یہاں تک کہ مساجد باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہیں لیکن ان پر بھی جب تک غیر اللہ کا نام نہیں آتا پہچانی نہیں جاتیں۔ مثلاً بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خان، مسجد الصادق

وغیرہ معلوم ہوا کہ یہاں پکارے جانے کا مطلب کچھ اور ہے۔

(جواب نمبر۲) یہ آیت قرآن مجید میں چار مقام پر آئی ہے،

(۱) حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله۔

(۲) اوفسقا اهل لغیر الله به۔

(۳) وما اهل به لغیر الله۔

(۴) حرمت علیکم

منشورِ اهلسنت: اہلسنت کا قدیم سے طریقہ چلا آرہا ہے کہ وہ قرآن کا مطلب از خود نہیں گھڑتے بلکہ وہ اسلاف صالحین کی ترجمانی کرتے ہیں چنانچہ آیات مندرجہ بالا کا مطلب بھی مُفسرین سے پوچھا ہے وہ لکھتے ہیں۔

(۱) قوله وما اهل به لغیر الله ائے ماذکر علیه غیر اسم الله وهو ما کان یذبح لاجل الا صنام۔

ترجمہ: ''ما اہل بہ لغیر اللہ یعنی وہ جس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا یہ وہ جانور ہے جو بتوں کے لئے ذبح کیا جاتا تھا۔''

(فائدہ) یہ وہ معنی ہے جسے امام راغب نے لکھا جنکی تفسیر دانی قاضی بیضاوی سے فوقیت رکھتی ہے۔

وما اهل به لغیر الله ای ذبح علی اسم غیره والا هلا ل رفع الصوت وکانو ایر فعو نه عند الذبح لالهتهم.

''ما اہل بہ لغیر اللہ یعنی جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا اور اہلال کے معنی آواز بلند کرنا ہیں اور مشرکین اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کرتے تھے۔

(فائدہ) یہ ترجمہ اس جلالین کا ہے جسے ہم اور مخالفین پڑھ پڑھ کر علماء بنتے

بناتے ہیں۔

وما اهل به لغير الله اى ذبح للا صنام فذكر عليه غير اسم الله واصل الا هلال رفع الصوت اى رفع به الصوت للصنم وذالك قول اهل الجاهلية باسم الات والعزىٰ . (تفسیر مدارک تحت آیت پ۲)

وما اہل بہ لغیر اللہ یعنی جو بتوں کیلئے ذبح کیا گیا اس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا اور اصل میں اہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی اُس کے ساتھ بُت کیلئے آواز بلند کی گئی اور یہ اہل جاہلیت کا بنام لات وعزیٰ کہنا تھا لات وعزیٰ مشرکین کے بتوں کے نام ہیں ان کے لئے جو جانور قربانی کرتے تھے اس کو بنام لات وعزیٰ کہہ کر ذبح کرتے تھے۔

(فائدہ) اس طرح ہر مفسر لکھتا ہے مدارک میں ہے۔

وما اهل به لغير الله يعنى وما ذبح لاصنام والطواغيت واصل الاهلال رفع الصوت وذالك انهم كانوا يرفعون اصواتهم بذكر الهتهم اذاذبح الها.

''وما اہل بہ لغیر اللہ یعنی جو بتوں اور باطل معبودوں کیلئے ذبح کیا گیا۔ اہلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے اور یہ بات یوں ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں کے ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے تھے جس وقت کہ ان کیلئے ذبح کرتے تھے۔''

اور تفسیر ابوالسعود میں ہے۔

وما اهل به لغير الله اى رفع به الصوت عند ذبحه للصنم . (تفسیر ابو سعود صفحہ ۱۲۱ جلد ۴)

''وما اہل بہ لغیر اللہ یعنی وہ چیز جس کو بُت کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔''

اور تفسیر کبیر میں ہے۔

فمعنى قوله وما اهل به لغير الله يعنى ماذبح لاصنام وهو قول مجاهد والضحاك وقتادة وقال ربيع ابن انس وابن زيد يعنى ماذكر عليه غير اسم الله وهذا القول اولى لانه اشد مطابقة للفظ. (تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۰ جلد ۲)

''ما اہل بہ لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔ یہ قول مجاہد وضحاک وقتادہ کا ہے، ربیع بن انس اور ابن زید نے کہا یعنی وہ جس پر غیرِ نام خدا ذکر کیا گیا ہو اور یہ قول اولیٰ ہے کیونکہ اس میں مطابقتِ لفظی زیادہ ہے۔''

ان تمام تفاسیر معتبرہ سے ثابت ہوا کہ وقتِ ذبح جس جانور پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے جیسا کہ مشرکین عرب بتوں کی قربانی کے جانوروں کو ان کے ناموں پر ذبح کرتے تھے تو جس جانور پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اگرچہ عمر بھر اس کو غیر خدا کے نام سے پکارا ہو مثلاً یہ کہا ہو زید کی گائے، قربانی کا دُنبہ۔ عقیقہ کا بکرا۔ ولیمہ کی بھیڑ مگر ذبح بسم اللہ اللہ اکبر سے کیا گیا ہو۔ اللہ کے سوا کسی اور کا نام نہ لیا گیا ہو تو وہ حلال وطیب ہے۔ ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل نہیں۔

ولا تاكلو امما لم يذكر اسم الله عليه وانه لفسق . (پ۸ ع۱)

''اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور یہ بے شک حکم عدولی ہے۔''

تو جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور وہ نام خدا پر ذبح کیا گیا ہو اس کو کون حرام کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

فكلو امما ذكر اسم الله عليه ان كنتم بايٰته مؤمنين .

''پس کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔''

اس کے بعد کی آیت میں ارشاد فرمایا:

وما لكم الا تاكلوا مما ذكر اسم الله عليه .

اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔

اس کی تفسیر میں ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وما اهل به لغير الله معناه ماذبح ابا سم غير الله مثل لات و عزىٰ واسماء الانبياء وغير ذالک فان افرد به اسم غير الله او ذكر معه اسم الله عطفا بان يقول باسم الله و محمد رسول الله بالجر حرم الذبيحة وان ذكر معه موصولا لامعطوفا بان يقول باسم الله محمد رسول الله كره ولا يحرم وان ذكر مفصولا بان يقول قبل التسمية وقبل ان يضجع الذبيحة اوبعده لا باس به هكذا فى الهداية ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم فى زماننا حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت ذبح وان كانو اينذرو نها لهم.

(تفسیراتِ احمدیہ صفحہ ۴۰)

''مااہل بہ لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یا انبیاء علیہم السلام کے نام پر ذبح کیا گیا ہو تو اگر تنہا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عطف کر کے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طرح باسم اللہ ومحمدٍ رسول اللہ کہا لفظ محمد کے جر یعنی زیر کے ساتھ عطف کر کے تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر نام خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا نام بغیر عطف کے ذکر کیا مثلاً یہ کہا باسم اللہ محمد رسول اللہ تو مکروہ ہے حرام نہیں۔ اور اگر غیر خدا کا نام جدا ذکر کیا اس طرح کہ باسم اللہ کہنے سے پہلے اور جانور کو لٹانے سے قبل یا اس کے بغیر غیر کا نام لیا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ ایسا ہی ہدایہ میں ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کے لئے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے اس لئے کہ اس پر وقتِ ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا اگر چہ ان کے لئے نذر کرتے

ہوں۔

ان عبارات سے روزِ روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ مااہل بہ لغیر اللہ سے اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وقتِ ذبح غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ ورنہ پہلے اور بعد کو ہزار بار ہم کسی کا بھی نام لیں وہ شے حرام نہ ہو گی۔

وضاحتی نوٹ: مسلمان ہندو پڑوسی ہوں دونوں بکرے خریدیں مسلمان بکرے پر اللہ کا نام لیتا رہا ہندو بُت کا۔ لیکن ذبح کے وقت ہندو کے قصاب نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا مسلمان کے قصاب نے ہندو کا سمجھ کر بُت کا نام لیا مثلاً ''بسم اللات والعزیٰ'' ایمان سے بولئے ان میں سے حلال طیب کونسا بکرا ہوگا وہی نا جس پر بسم اللہ پڑھی گئی حالانکہ اس پر پہلے بت کا نام لیا گیا دوسرا حرام ہے اس لئے کہ ذبح کے وقت بت کا نام آیا اگر چہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔

ہم نے گیارہویں کا بکرا یا شیرینی پر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نام لیا بقولِ مخالفین ناجائز نسبت سہی لیکن بکرے کو ذبح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور شیرینی پر قرآن پڑھا تو بقانون مذکور حرام کیوں؟ یہ صرف ضد نہیں تو اور کیا ہے۔

تمت الرسالة هذه فى سنة احدى عشر بعد اربعة ماة بعد الالف من هجرة صاحب الكرامة والشرف ﷺ فى خمس جمادى الاولىٰ الحمد لله على ذٰلک و صلى الله علىٰ حبيبه الكريم وعلىٰ آله واصحابه اجمعين.

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

اسمائے گرامی

حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ

یا سیّد مُحیُ الدّین امیرُ اللہؒ
یا شیخ مُحیُ الدّین فضلُ اللہؒ
یا اولیاء مُحیُ الدّین امانُ اللہؒ
یا مولٰنا مُحیُ الدّین نورُ اللہؒ
یا غوث مُحیُ الدّین قطبُ اللہؒ
یا سُلطان مُحیُ الدّین سیفُ اللہؒ
یا خواجہ مُحیُ الدّین فرمانُ اللہؒ
یا مخدوم مُحیُ الدّین برہانُ اللہؒ
یا درویش مُحیُ الدّین امانُ اللہؒ
یا مسکین مُحیُ الدّین قدسُ اللہؒ
یا فقیر مُحیُ الدّین شاہدتُ اللہؒ

قُدّس اللہ سرّہُ العزیزؒ

اسمائے گرامی پڑھنے سے پہلے گیارہ بار درود شریف
اور بعد پڑھنے کے گیارہ بار درود شریف پڑھیں
انشاء اللہ تعالیٰ ہر مشکل آسان ہوگی

فیض ملت کی تصانیف

فیوض الرحمٰن

ترجمہ اردو تفسیر روح البیان

(مکمل تیس پارے)

شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ

ندائے یارسول اللہ ﷺ

تحقیق الاکابر

فی قدم الشیخ عبدالقادر

سفر نامہ شام و عراق

ذکر اویس

تاریخ محبوب مدینہ (مجلد)

شرح حدائق بخشش

۲۵ جلدیں

دلوں کا چین

یعنی حاضر ناظر کا ثبوت

غایۃ المامول فی علم الرسول

ابوین مصطفیٰ

ذکر سیرانی

مزید تفصیل کیلئے فہرست کتب منگوائیں

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاول پور پاکستان